بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم (سورۃ محمد آیت ۳۳)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔

مسلک اہل حدیث کا داعی اور جمعیۃ اہل حدیث ہند کا نقیب

ترجمان

پندرہ روزہ — دہلی

قرآن

یکم رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

یکم جون ۱۹۸۴ء

صحیح مسلم — صحیح بخاری — ترمذی — ابو داود — ابن ماجہ — نسائی — مسند احمد — سنن بیہقی — طبرانی — دارمی — مؤطا امام مالک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عن مالک بن انس بلغہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم

بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ (مؤطا امام مالک مع الشرح جلد ۲ صفحہ ۴۶)

ترجمہ:۔ امام مالک سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ (۱) اللہ کی کتاب (۲) اس کے رسول کی سنت۔

تحریک اہل حدیث کے مقاصد

- مسلمانوں کو توحید خالص اور سنت صحیحہ کی پابندی پر آمادہ کرنا۔
- اسلام میں اعتقادی و عملی سادگی کو قائم رکھنا اور افراط و تفریط میں اعتدال کی راہ کا تعین اور اس کی پابندی کرنا۔
- قرآن وسنت اور ان کے متعلقہ علوم کی تدوین و اشاعت کرنا۔
- زندگی کے تمام شعبوں میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اہتمام کرنا۔
- معاشرہ کو شرک و بدعت اور غیر اسلامی افکار و رسوم سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا۔
- اسلام کا صحیح تعارف کرانا اور اسلام کے خلاف پیدا شدہ شکوک و شبہات کا ازالہ کرنا اور اسلام سے محروم افراد کو حکمت و بصیرت کے ساتھ اسلام کی دعوت دینا۔

تحریک اہل حدیث کے اثرات

سید سلیمان ندوی

بہت سی بدعتوں کا استیصال ہوا۔ توحید کی حقیقت نکھاری گئی قرآن کی تعلیم و تفہیم کا آغاز ہوا قرآن سے براہ راست ہمارا رشتہ دوبارہ جوڑا گیا۔ حدیث نبوی کی تعلیم و تدریس اور تالیف و اشاعت کی کوششیں کامیاب ہوئیں۔ اور دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کو صرف اس تحریک کی بدولت یہ دولت نصیب ہوئی۔ نیز فقہ کے مسئلوں کی چھان بین ہوئی لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دلوں سے اتباع نبوی کا جو جذبہ گم ہو گیا تھا وہ سالہا سال تک کیلئے دوبارہ پیدا ہو گیا اس تحریک کی بے نظیر تاثیر یہ بھی تھی کہ وہ جہاد جس کی آگ اسلام کے گھر میں ٹھنڈی پڑ گئی تھی وہ پھر بھڑک اٹھی یہاں تک کہ ایک زمانہ گذرا کہ وہابی اور باغی مترادف لفظ سمجھے گئے اور کتنوں کے سر قلم ہوئے کتنوں کو سولیوں پر لٹکنا پڑا اور کتنے پا بجولاں دریائے شور عبور کرائے گئے۔

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند، ۳۱۷ پریس اسٹریٹ صدر بازار دہلی ۱۱۰۰۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورہ بقرہ)

درس قرآن

مسلمانو! جس طرح تم سے پہلی قوموں پر روزے فرض کئے گئے تھے اسی طرح تم پر فرض کئے گئے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے جو ہدایت اور حق و باطل کی دلیل ہے تمیز کی پس جو اس مہینہ تم میں زندہ رہے وہ روزے رکھے جو بیمار یا مسافر ہو وہ ان کے بدلے اور دنوں میں روزے رکھے۔ خدا تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا اور تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کرسکو اور تاکہ تم خدا کی ہدایت پر اس کی بڑائی کرو اور شکر ادا کرو۔

قرآن پاک میں روزہ کے حکم کے موقع پر ہم کو روزے کے تین نتیجے بتائے۔ اتقاء، تکبیر، شکر۔ انسانی کاموں کا حقیقی وجود ان کے نتیجہ اور ثمروں کا وجود ہے۔ اگر نتیجہ اور ثمرہ ظاہر نہ ہوا تو جاننا چاہئے وہ کام بھی نہیں ہوا اگر بیمار کو حکیم نے دوا دی لیکن جس فائدہ کے لئے دی تھی وہ فائدہ حاصل نہ ہوا تو معلوم ہونا چاہئے کہ حکیم نے دوا نہ دی۔ اور نہ بیمار نے دوا استعمال کی۔ اسی طرح روزہ کو ہمارا روحانی علاج سمجھنا چاہئے پس اگر روزہ سے روحانی شفا، تقویٰ تسبیح و تقدیس، تکبیر و تہلیل، حمد و ثنا، وغیرہ وغیرہ حاصل ہو تو حقیقت میں وہ روزہ نہیں ہے۔ بلکہ فاقہ ہے اور ایسا روزہ دار فاقہ کش ہے جس کو بھوک پیاس کی تکلیف کے علاوہ کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا خدا کے نزدیک ایسے روزہ کی کچھ حقیقت نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ ارشاد فرماتے ہیں کم من صائم لیس من صیامہ الا الظمأ کم من قائم لیس من قیامہ الا السہر (دارمی) کتنے روزے دار ہیں جن کو بجز تشنگی کچھ حاصل نہیں اور کتنے تہجد گزار ہیں جن کے تہجد سے بجز بیداری کے کچھ بھی فائدہ نہیں۔

روزے کا پہلا ثمرہ اتقاء بتایا گیا ہے جس کے معنی اصطلاح شریعت میں ہر قسم کی جسمانی نفسانی و دنیاوی لذائذ اور خواہشات سے جسم اور روح کو محفوظ رکھنے کے ہیں اور یہی روزہ کی حقیقت ہے جس کے ساتھ تکبیر حمد و ثنا بھی ہونی چاہئے ہم خیال کرتے ہیں کہ گناہ کے ارتکاب نفسانی خواہش کی پیروی عصیان و طغیان سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر یاد رکھنا چاہئے کہ دل و روح کا روزہ ضرور ٹوٹ جاتا ہے۔ اور جب روح قلب کا روزہ نہیں رہا تو محض جسم کا روزہ بے سود اور غیر مفید ہے۔ الصائم فی عبادۃ من حین یصبح الی ان یمسی مالم یغتب فاذا اغتاب خرق من صومہ (دیلمی)

روزہ دار صبح سے شام تک خدا کی عبادت میں رہتا ہے اور جب تک کسی کی غیبت نہ کرے۔ جب وہ غیبت کرتا ہے تو اپنے روزہ کو پھاڑ ڈالتا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے برے اور بے ہودہ کام۔ لغو باتیں سرکشی نفس روزہ کے منافی نہیں لیکن یہ خیال جھوٹا اور غلط ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لیس الصیام من الاکل والشرب انما الصیام من اللغو والرفث (حاکم) روزہ کھانے پینے سے پرہیز کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقت میں بیہودہ اور لغو کام سے بچنے کا نام ہے۔

پس اچھی طرح معلوم ہونا چاہئے کہ روزہ دار حقیقت میں نیکی اور بھلائی کا مجسمہ ہوتا ہے نہ تو وہ کسی کی غیبت کرتا ہے نہ کذب نہ جہالت کے کاموں میں اپنے کو ملوث کرتا ہے۔ نہ نفسانی خواہش کی اتباع کرتا ہے بلکہ برائی کا بدلہ نیکی کے ساتھ دیتا ہے۔ اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرء صائم (بخاری)

تم میں سے جب کسی کے روزے کا دن ہو تو نہ بیہودہ گوئی کرے نہ شور و غل کرے اگر کوئی اس کو برا بھلا کہے یا اس سے آمادہ پیکار ہو تو کہہ دے میں روزے سے ہوں۔

درس حدیث

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ ۝ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً ۝ وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا ۝ مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ ۝ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ ۝ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ ۝ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ ۝ مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ ۝ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ ۝ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ ۝ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ ۝ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ ۝ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ ۝ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ ۝ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ ۝ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ ۝ شعب الایمان للبیہقی رحمہ اللہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شعبان کے آخری دن ہمیں رسول اللہ نے خطبہ سنایا جس میں فرمایا لوگو! ایک بہت بڑے مہینے نے تم پر سایہ ڈالا ہے۔ وہ بابرکت ماہ ہے اس میں ایک رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کردیئے ہیں اور اس کی راتوں کا قیام نفل رکھا ہے۔ اس میں نفل کام کرنے والا اور دنوں کے فرض بجالانے والا جیسا ہے اور اس میں فرض ادا کرنے والے کو اور دنوں کے ستر فرضوں کے برابر ثواب ملتا ہے یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ مہینہ غم ہمدردی اور مواسات کا ہے اس مہینہ میں مومن کی روزی بڑھا دی جاتی ہے جو شخص اس ماہ میں کسی روزہ دار کا روزہ کھلوائے اس کے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے اور اس کی گردن جہنم سے آزاد ہو جاتی ہے اور اسے بھی روزہ دار کے برابر ثواب ملتا ہے۔ لیکن روزہ دار کا ثواب گھٹتا نہیں۔ صحابہؓ نے یہ سنکر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہر ایک شخص کو اتنی وسعت نہیں کہ روزہ دار کا روزہ کھلوائیں آپ نے فرمایا صرف ایک گھونٹ دودھ سے یا ایک کھجور سے یا پانی کے گھونٹ سے ہی جس نے روزہ کھلوایا اسے بھی جناب باری تعالیٰ یہی ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور جو کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کھلا دے اسے تو پروردگار میرے حوض کوثر سے پانی پلائے گا جس سے جنت میں جانے تک پھر پیاسا نہ ہوگا یہ وہ مہینہ ہے جس کے اول دس دن رحمت کے ہیں اور درمیانی دس دن مغفرت کے ہیں اور آخر کے دس دن جہنم سے آزادی کے ہیں اس مہینہ میں جو شخص ماتحتوں کے کام میں کمی کرتا ہے اللہ اس کو بخشدیتا ہے اور جہنم سے آزاد کرتا ہے۔

پندرہ روزہ دہلی

ترجمان

سنہ ۱۹۸۴ء یکم جون — سنہ ۱۴۰۴ھ یکم رمضان

جلد نمبر ۴ — شمارہ نمبر ۱

ہندوستان میں فسادات چھوٹے اور بڑے پیمانہ پر ہوتے جارہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کا کوئی شہر کوئی قریہ ایسا نہ بچے گا جہاں فسادات کی آگ و لپیٹ نہ پہونچیں۔ مختلف اخبارات و رسائل کے ذریعہ حکومت کو بارہا توجہ دلائی گئی اور مختلف جگہوں سے اہل علم و اہل فکر نے بھی توجہ دلائی اور اندیشے ظاہر کئے گئے کہ ملک کی سالمیت کے لئے یہ سب سے بڑا خطرہ ہے کہ ملک فساد کی بھٹی پر سیکا جائے اور ملک کے ذمہ داروں فرمارواؤں اور نیتاؤں کے کان پر جوں بھی نہ رینگے، بلکہ بعض نیتاؤں کے بقول یہ ملک کی نیت بن گئی ہے اور روزانہ ہونے والے معمول واقعات میں یہ بات شمار ہوگئی ہے کہ ایسا ہوتا ہی رہے گا۔ لیکن جو لوگ زمانہ کی نبض پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ملک تیزی سے ان حالات کے پیدا ہو جانے کے بعد ہلاکت و بربادی کی طرف اور خطرات کی طرف جارہا ہے۔ ملک میں بسنے والوں میں منافرت دشمنی اور بے اعتمادی ہر معاشرت کے لئے اور معیشت کیلئے تجارت و کاروبار کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے، یوں تو ناانصافی، رشوت ستانی، بدسلوکی بداطواری، دھوکہ دہی تو عام طبقوں میں اپنی جاچکی ہے، کون سا طبقہ ہے جو اس ملک میں صفائی پیش کرسکے کہ وہ ان امراض سے پاک ہے، جہاں دیکھئے اعلیٰ سطح کے لوگ اس امراض میں مبتلا ہیں، اس سے آپ کیا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ملک کس طرف اپنی منزل طے کررہا ہے اور آخر یہ گاڑی کہاں جاکر دم لے گی۔ اور یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا، سیاسی لوگوں کو اس خون ناحق پر کب تک مزہ آتا رہے گا۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہونگے کہ ملک مختلف حیثیت سے دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں طاقتور بنتا جارہا ہے، مگر جب اندر گھن لگ جائے تو حقیقت میں ملک کھوکھلا ہو جائے گا، ملک کی طاقت توپ و ٹینک اور ایٹمی ہتھیار نہیں ملک کی طاقت بلاشبہ ملک میں بسنے والوں کے قلوب میں جو ہر انسان میں پائے جاتے ہیں ان کو طاقت پہونچانے سے ملک کی سالمیت ہے، ان کے سکون سے ملک کا سکون ہے اس بات کو یہ بیچارے سیاسی کہاں کیا جانیں اور اس موڑ کو، نااہل نیتا جو بالکل نچلی سطح سے رہنماؤں کی صف میں شامل ہوگئے ہیں کیسے اپنی عقل و فکر کے پردے ہٹا سکیں گے۔ انھیں حالات کے رونما ہونے کے بعد ملک میں ہر طرف سے الگ ملک دشمن تحریکیں پیدا ہو رہی ہیں، پنجاب و آسام میں چنگاریاں شعلے بنانے کو تیار ہیں، جہاں اب بڑے بڑے مرکزی نیتاؤں نے جانا کم کر دیا ہے اور وہاں کے لوگوں سے مفاہمت کی کوششیں کرنے میں ملک کی سالمیت بچانے کے لئے دہلی کے عرش سے دوڑ دھوپ شروع ہوگئی، مسلمانوں کی حد تک ابھی حکومت مطمئن ہے کہ ان کے ساتھ جو بھی ظلم زیادتی، بدسلوکی ناانصافی، فتنہ پروری اور قتل و خون کا معاملہ ہو جائے یہ بیچاری دبی پسی قوم کوئی آواز نہ اٹھائے گی، کیونکہ اس قوم کے نیتا حکومت کے زرخرید غلام ہیں لیکن ایسی چھوٹی چھوٹی کمیونٹی کے لئے اعلیٰ سطح پر سوچ بچار ہو رہا ہے اور ان سے صلح و مفاہمت کے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں، جس کمیونٹی کا حقیقت میں ملک کے تمام حصوں میں دوٹنگ پر کوئی اثر نہیں ہے صرف اپنے اپنے صوبوں میں تو کسی قدر ان کا معاملہ اہمیت رکھتا ہے مگر دیگر علاقوں میں ان کی کے برابر ہیں لیکن مسلمان ہر صوبہ اور ہر ہر ٹکڑے پر ملک ہر حصہ میں اہمیت رکھتا ہے وقت پر اس کی خوشامد کی جاتی ہے اسے بہلایا جاتا ہے ملازمتوں اور انصاف کے وعدوں اور نہ جانے کتنے وعدے کئے جاتے رہتے ہیں، مگر وقت گذر جانے کے بعد اس خوش فہم قوم کو لال جھنڈی دکھلا دی جاتی ہے آخر یہ معاملہ کب تک چلے گا ہم عہدوں کے خواہاں نہیں ہیں اور نہ کرسی کے طلبگار ہیں، یہ ہر حال سب آپ کو مبارک ہو ہم صرف یہ چاہتے کہ خدارا اس کو فسادات کی آگ میں مت جھونکئے، معصوم بچوں کو قتل کرکے آپ کی کونسی ہوس پوری ہوتی ہے، مجھے صرف اتنا بتلا دیجئے، کہ عورتوں اور بے گناہ بچوں اور بوڑھے اذکار رفتہ مردوں سے آپ کو کیا خطرہ ہے صرف وہ منطق بھی دیکھئے جو آپ خود گھڑ بیٹھے ہیں ورنہ۔

درمیشہ گماں مبر کہ خالیست

شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

ہمارے دماغ و فکر کی آزمائش بہت عرصہ تک ہو چکی ہے ہم نے ہر صالح عنصر کی تائید کی اور اچھے لوگوں کو ملک کے عرش پر بٹھانا اپنا فرض سمجھا، مگر نہ معلوم کون سی انیم اور رجھنگ حکومت کی جیب میں ہے اور نیتاؤں کے کشکول میں ہے کہ جب پبلک اچھے لوگوں کو ان کے پاس بھیجتی ہے تو پہلی فرصت میں اسکو انیم یا بھنگ کھلا دیتے ہیں کہ اس کے بعد کوئی صلاحیت اور فکر و عمل کی قوت اور انصاف و اخلاق کا کوئی پہلو ان میں باقی ہی نہیں رہتا، اعلیٰ درجہ کے قوم و ملک کے غدار بن جاتے ہیں، ابھی تک تو یہی تجربہ ہوا ہے اگر حکومت نے مسلمانوں کے معاملہ میں عقل سے کام نہ لیا تو ان ناکارہ عنصر کو درہم برہم کرنے اور فاسد مادہ کو نشتر لگا کر جسم سے الگ کرنے میں دیر نہ لگے گی۔

اب کچھ لوگ تہیہ کئے بیٹھے ہیں کہ ذلت و رسوائی سے بہتر ہے کہ میدان میں اگر شیروں کی طرح جان دو یا جان لو یہ بزدلی کب تک یہ روباہی شیر کے بچوں کو اب سکھائی نہیں جاسکتی ہے بہر حال جب تک ہمارے ہاتھ میں قلم ہے، ہم چونکہ ملک کے حقیقی بہی خواہ ہیں اور وفادار بھی اس لئے غداروں اور بے وفاؤں کو ضرور بتلاتے رہیں گے کہ غداری کس کا نام اور وفاداری کیا ہے۔

یہ ان کا فرض ہے کہ وہ ہماری زبان و انداز گفتگو کو سمجھیں یا نہ سمجھیں ہماری وزیر اعظم کے متعلق یہ گمان و اندازہ ہو رہا ہے کہ یا تو وہ آسامیوں کی زبان سمجھتی ہیں یا پھر سکھوں کی زبان جانتی ہیں ان کو مسلمانوں کی طرف متوجہ کرنے کے لئے پنجابی سیکھ پڑے گی، یا پنجابیوں جیسا انداز اختیار کرنا ہوگا؟

دار الحدیث رحمانیہ

کے سلسلہ میں ملک کے طول و عرض میں سفراء دار الحدیث مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند کے وفود مختلف اطراف و جانب میں دورہ کریں گے اور پہلا وفد جناب ڈاکٹر محمد یوسف جنرل سکریٹری کی قیادت میں کشمیر کا دورہ پر روانہ ہوگا۔ تمام اہل خیر سے تعاون کی درخواست ہے۔ — آفس سکریٹری۔

رویتِ ہلال

مولانا احمد اللہ صاحب

[illegible]

رویت ہلال کا حکم

عربی مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا جس وقت چاند رمضان کا ہوگیا روزہ رکھنا فرض ہوگیا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته فان غم علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلثین (متفق علیہ) صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں چاند دیکھنے پر روزہ رکھو چاند دیکھنے پر افطار کرو۔ اگر ابر ہو جائے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو یعنی تیس دن پورے کرکے اس کے بعد سے پھر روزۂ رمضان کا آغاز کرو اسی طرح شوال کا چاند دیکھے جاوے رمضان شریف ختم ہوا اگر ابر کی وجہ سے چاند عید کا نہ دیکھا تو تیس روزے پورے کرکے عید کی نماز پڑھیں۔

ابر غبار کی وجہ سے بعض جگہ چاند نہ دیکھا گیا اور بعض جگہ لوگوں نے چاند کو اسی روز دیکھ لیا تو ان کی شہادت کی بنا پر روزہ رکھنا ہوگا۔ دو سے زیادہ نے اگر دیکھا تو بہت بہتر ہے اگر ایک شاہد بھی سچا عادل متقی ہے اور اس نے شہادت دی کہ میں نے چاند فلاں جگہ فلاں وقت پر دیکھا ہے۔ اس کی شہادت پر بھی روزہ رکھنا ہوگا۔

عن ابن عباس قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی رأیت الهلال یعنی هلال رمضان فقال اتشهد ان لا اله الا الله قال نعم فقال اتشهد ان محمدا رسول الله قال نعم فقال یا بلال اذن فی الناس ان یصوموا غدا۔ (ابوداؤد و ابن ماجہ)

ایک بدوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ کہا ہاں (میں گواہی دیتا ہوں) آپ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ کہا ہاں (میں گواہی دیتا ہوں) آپ نے فرمایا اے بلال لوگوں میں جا کر اعلان کردے کہ کل سے لوگ روزہ رکھیں

عن ابن عمر قال تراءی الناس الهلال فاخبرت رسول الله صلی الله علیه وسلم انی رأیته فصام وامر الناس بصیامه (رواہ ابوداؤد و الدارقطنی والدارمی و ابن حبان والحاکم وغیرہم)

عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ لوگ چاند دیکھ رہے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھ لیا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا یہ حدیث صحیح ہے اور حدیث عبداللہ بن عباس کی مرسل ہے۔ یہ حدیث پہلی حدیث کی شاہد ہے اور حدیثیں بھی اس کے متابع ہیں۔

تیسری حدیث عن رجل من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم قال اختلف الناس فی آخر یوم من رمضان فقدم اعرابیان فشهدا عند النبی صلی الله علیه وسلم بالله لاهلا الهلال امس عشیة فامر رسول الله صلی الله علیه وسلم الناس ان یفطروا۔ (رواہ احمد وابوداؤد والنسائی و ابن ماجہ وصححہ ابن المنذر وابن السکن وابن حزم)

ایک صحابی فرماتے ہیں لوگوں نے اختلاف کیا رمضان کے آخری دن میں (چاند ہوا ہے یا نہیں) دو شخص مسلمان باہر سے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہادت دی کہ ہم لوگوں نے چاند دیکھا ہے کل شام کو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ لوگ روزہ افطار کریں اور فرمایا صبح لوگ نماز عید کے لئے چلیں عیدگاہ میں۔ خلاصہ احادیث کا یہ ہوا کہ روزۂ رمضان کے لئے ایک گواہ متقی دیندار کی شہادت کافی ہے۔ دو کی یا زیادہ کی ہو تو اور بہتر ہے روزہ رکھنا فرض ہوگا۔

رمضان مبارک کے خاتمہ پر روزہ ترک کرنے کے لئے دو گواہ متقی دیندار کی ضرورت ہے جس وقت دو شاہدوں نے گواہی دی کہ انتیس رمضان کو چاند دیکھا ہے روزہ افطار کریں اور صبح عید کی نماز ادا کریں۔ اگر شاہد نامعلوم ہیں یا فاسق فاجر ہیں ان کی شہادت کا کچھ اعتبار نہیں۔ قال اللہ تعالی۔

واشهدوا ذوی عدل منکم۔ وقال تعالی یا ایها الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا الآیة

ان دو آیتوں سے ثابت ہوا گواہ خبر دینے والا عاقل عادل متقی دیندار ہونا چاہئے۔

نیل الاوطار میں ہے والحدیثان یدلان علی انه تقبل شهادة الواحد فی دخول رمضان عبداللہ ابن مبارک احمد بن حنبل و امام شافعی وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔

امام نووی شارح مسلم شرح مسلم میں فرماتے ہیں لا تجوز شهادة عدل واحد علی هلال شوال عند جمیع العلماء الا ابا ثور فجوزه بعدل۔ یعنی رمضان کے ختم ہونے کے لئے ایک آدمی کی شہادت جائز نہیں اور نہ اس کی شہادت پر روزہ ترک ہوگا اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے سوا ابو ثور کے۔

یوم الشک

شعبان کی آخری تاریخ یعنی تیسویں شعبان

روزہ رکھنا رمضان کے خیال سے درست نہیں۔ اس لئے کہ انتیس شعبان کو چاند نہیں ہوا کسی نے اس کے بعد روزہ رکھا کہ اگر چاند کی خبر آگئی تو روزہ رمضان کا ہوگا۔ اور اگر چاند ثابت نہ ہوا تو روزہ نفل ہوگا اس شک کے سبب سے روزہ درست نہیں۔ عن عمار بن یاسر قال من صام الیوم الذی یشک فیه فقد عصی ابا القاسم صلی الله علیه وسلم (ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ) جس نے یوم الشک میں روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نے نافرمانی کی اور رمضان کے استقبال کیلئے روزہ رکھنا ایک دو روز پہلے ناجائز ہے اگر کسی شخص کی عادت نفلی روزہ رکھنے کی تھی اور ان دنوں میں یا روزہ رکھنے کا اتفاق نہ ہوا تو اس شخص کو اجازت ہے کہ آخر شعبان میں وہ روزہ مقررہ رکھ لیوے سنن ابی داؤد میں ہم معنی حدیث موجود ہے جو مسئلہ ہذا پر پوری دال ہے کیونکہ روایت سنداً متابع اور قابل حجت ہے

چاند ایک شہر کا دوسری جگہ کیلئے

ایک شہر یا ملک میں چاند دیکھا جاوے دوسرے شہر یا ملک کے لئے کافی ہے یا نہیں اس میں علماء امت کے دو فریق ہیں ایک گروہ جائز کہتا ہے دوسرا گروہ ناجائز۔

اگر دونوں شہروں میں فاصلہ زیادہ ہو جس میں آفتاب کے طلوع غروب میں زیادہ اختلاف ہو دونوں فریق دلائل پیش کرتے ہیں۔ لیکن دوسرے فریق کے جو دلائل ہیں۔ اس پر عمل کرنے سے عوام میں خلجان پیدا نہیں ہوتا امام ترمذی فرماتے ہیں ایک شہر کی رویت دوسرے شہر کے لئے کافی نہیں بلکہ اپنے اپنے دیکھنے پر عمل کریں یعنی صرف اپنے اپنے شہر کی رویت پر اکتفا کریں مثلاً کلکتہ اور دہلی کے طلوع و غروب آفتاب میں آدھ گھنٹہ اختلاف ہے یا اس سے کچھ زائد اگر کلکتہ میں آفتاب غروب ہوگا پانچ بجے۔ تو دہلی میں ساڑھے پانچ بجے کے بعد ہوگی ایسے وقت میں بعض اوقات کلکتہ میں چاند دیکھا جاتا ہے دہلی میں نہیں دکھا جاتا یا دہلی میں چاند ہوتا ہے کلکتہ میں نہیں اس صورت میں اختلاف لازمی ہے تو اس وقت میں حدیث ابن عباس کی جو مسلم میں ہے بروایت کریب تابعی پر عمل کرنے سے کوئی تنازع نہیں ہوتا یعنی ایک شہر بعید مسافت کا چاند دوسرے شہر و ضلع کے لئے معتبر و کافی نہیں بلکہ اپنے شہر کی رویت پر عمل کریں۔ اور اگر قریب کے شہر یا ضلع میں چاند ہوا لوگ روزہ رکھیں اگرچہ اس شہر والوں نے چاند نہ دیکھا ہو شرط ہے شہادت معتبرہ سے ثبوت چاند کا ہونا چاہئے یعنی گواہ کے عقائد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہونا اور مشرک فاسق و فاجر کی شہادت غیر مقبول اور بدعتی چونکہ اسلام سے نکلا ہوا ہے اور اس کا کام حدیث کے خلاف نیا کام کرنا ہے اور شرعی امور میں قوم کو دھوکہ دیتا ہے اسلئے اس کی شہادت بھی شرعاً غیر مقبول ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسائل و فضائل رمضان المبارک

از مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی شیخ الحدیث مبارکپوری

روزے کی فرضیت پر عقلی دلائل اور فلسفیانہ حکمت و مصلحت سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم چاہتے ہیں کہ رمضان کے وہ مسائل و فضائل اور منافع احکام مختصر طور پر آپ کے سامنے ذکر کر دیں جو صحیح احادیث اور مستند آثار و اقوال سے ثابت ہیں ؛؛

(۱) اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء و فی روایۃ فتحت ابواب الجنۃ و غلقت ابواب جہنم و سلسلت الشیاطین و فی روایۃ فتحت ابواب الرحمۃ (بخاری)

جب رمضان کا مہینہ شروع ہو جاتا ہے تو آسمان کے دروازے اور ایک روایت میں ہے کہ بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوسری روایت کے مطابق رحمت کے دروازے اپنے بندوں کے لئے کھول دئے جاتے ہیں علماء نے لکھا ہے کہ جنت یا آسمان یا رحمت کے دروازوں کا کھولنا اور اسی طرح دوزخ کے دروازوں کا بند کر دینا شیاطین کا زنجیروں میں جکڑ دینا حقیقت ہے یا مجاز اور کنایہ پر محمول کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور بعض علماء نے مجاز پر محمول کرتے ہوئے یہ مطلب کیا ہے کہ آسمان کے دروازوں کا کھولنا نزول رحمت سے کنایہ ہے اور جنت کے دروازوں کے کھولنے سے اچھے اور نیک کاموں کی توفیق دینی مراد ہے اور دوزخ کے دروازوں کا بند کرنا کنایہ ہے روزہ داروں کا نفسانی خواہشوں کے دبانے کے باعث معاصی اور طغیانی سے خلاصی سے نیز اسی کو شاہ صاحب نے حجۃ اللہ میں زیادہ تفصیل اور وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ مسلمانوں کا روزہ رکھنا راتوں میں قیام کرنا اور شیفتگان سنت نبویہ کا انوار الٰہی میں غوطہ زن ہونا اور ان کی دعاؤں کا اثر دوسروں تک پہنچنا ان کے نور کا پرتو دوسروں پر پڑنا ان کی برکتوں سے تمام مسلمانوں کا مستفیض ہونا اور ہر مسلمان کا حسب توفیق و استعداد نیک و اچھے عمل کرنا اور ہلاکت و تباہی میں ڈالنے والی برائیوں سے بچنا گویا ان پر جنت کے دروازوں کا کھول دینا اور دوزخ کے دروازے بند کر دینا ہے کیونکہ یہی چیزیں دوزخ سے بچا کر جنت میں لیجانے والی ہیں اسی طرح جب قوت بہیمیہ دبا دی گئی اور اس کا اثر اور عمل ظاہر نہیں ہوا اور تمام مسلمان اچھے کاموں میں مشغول ہو گئے اور قوت ملکیہ کے آثار و اعمال کا ظہور ہوا تو سمجھنا چاہئے کہ برائیوں پر برانگیختہ کرنیوالے نیک کاموں سے باز رکھنے والے شیاطین قید کر دیئے گئے ؛

(۲) من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔ جس نے رمضان کے روزے ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ہر چھوٹے بڑے کام شرعی اور عبادت کی صحت اور مقبولیت کے لئے نیت اخلاص شرط ہے اسی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے ؛

(۳) کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالہا الی سبع مائۃ ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی و انا اجزی بہ یدع شہوتہ و طعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ و فرحۃ عند لقاء ربہ و لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک و الصیام جنۃ (الحدیث) انسان کے ہر ایک عمل کا دس گنا ثواب ملتا ہے اور یہ ثواب سات سو گنا تک بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے روزے کا حکم ثواب کے بارے میں جداگانہ ہے اس کا اجر اور شمار بے حساب ہے بندہ میرے لئے روزہ رکھتا ہے اور میں ہی اس کے لئے بدلہ دونگا۔ وہ محض میری خاطر اپنی خواہش کی چیزیں اور کھانے پینے کو چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ دار کو دو خوشی حاصل ہیں ایک طبعی افطار کے وقت دوسری خوشی جب اسکو خدا کا دیدار ہوگا۔ اس کے منہ اللہ کے نزدیک مشک سے بھی بڑھکر ہے اور روزہ برے کاموں اور عذاب الٰہی سے ڈھال ہے ؛

افسوس ہے ایسے لوگوں پر جو اس بابرکت مہینہ اور مقدس کو لہو و لعب فسق و فجور عصیان و طغیان برائی اور بے حیائی غفلت اور بے پروائی میں ختم کر دیتے ہیں اور اس مبارک مہینے کی رحمتوں اور برکتوں کو ڈھونڈھنے کی کوشش نہیں کرتے کتنے مسلمان ہیں جو روزہ نہیں رکھتے اور اس سے بچنے کے حیلے اور بہانے ڈھونڈھتے ہیں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو رمضان کا مہینہ دور کے عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملنے کے لئے مخصوص کر لیتے ہیں اور مسافر بنکر سارا مہینہ اسی سفر میں بغیر روزہ کے گذار دیتے ہیں اور اگر کوئی پوچھ بیٹھتا ہے تو سفر کا حسین عذر پیش کر دیتے ہیں دنیا میں انسانوں کو دھوکہ دینے کے لئے بیماری اور سفر کے بہانے کام تو آ جائیں گے۔ مگر خالق عالم ظاہر اور باطن دل اور زبان کی حالتوں سے آگاہ ہے اس کے سامنے کیا جواب دیں گے و بڑے بڑے شہروں میں جہاں مختلف قسم کے کارخانہ اور ملیں ہیں، کالج اور یونیورسٹیز میں ہزاروں نوجوان ایسے ملیں گے جو روزے نہیں رکھتے اور روزہ رکھنے والوں کے تمسخر اور تحول کرتے ہیں ایک وہ لوگ تھے کہ سفر میں جہاد کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افطار کر دینے اور افطار کی رخصت و اجازت ملنے کے بعد بھی روزہ چھوڑنے میں تردد کرتے تھے۔ اسلامی و دینی فرائض محبت و شیفتگی اور بعد نفرت کے دور میں نگاہ عمیق سے دیکھئے کس قدر عبرت خیز ہے انہی فرائض و واجبات کے محبت و اتباع نے ان کو بام عروج تک پہنچایا اور آج ان کی تعمیل کو تضیع اوقات اور تکلیف مالایطاق سمجھکر ترقی سے مانع سمجھا جاتا ہے لیکن اس پر کبھی غور نہیں کرتے کہ عدم اتباع کے باعث ذلت اور پستی غلامی و محکومیت میں گھرے ہوئے ہیں بلکہ بدترین اور دوسروں کی نظروں میں ذلیل انسان بنے ہوئے ہیں۔ اللھم ارحم و تب علینا انک انت التواب الرحیم۔

مشکوک دن میں روزے کا حکم

شعبان کی تیسویں رات کو غبار یا بادل کی وجہ سے مطلع صاف نہ ہو اور چاند دکھائی نہ دے تو وہ رات شعبان کی اور اس سے اگلا دن شعبان کا سمجھا جائیگا اور اس دن روزہ رکھنا جائز نہ ہوگا۔ فرمایا۔ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین پس غبار یا ابر کی وجہ سے چاند نہ دیکھنے کی صورت میں یہ خیال کر کے کہ بظاہر روزہ رکھ لو اگر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو روزہ رمضان کا ہو جائیگا ورنہ نفل ہوگا۔ غلط اور باطل ہے۔ عمار بن یاسر صحابی فرماتے ہیں جس نے شک کے دن میں روزہ رکھا اس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (بخاری ابو داؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ) حاصل یہ ہے کہ شعبان

کی آخری تاریخ مشکوک ہو تو اس میں روزہ رکھا جائے اور اس کو رمضان میں نہ شمار کیا جائے۔ چاند کو چھوٹا بڑا دیکھ کر بھی شک نہیں کرنا چاہئے بلکہ جس روز چاند دیکھا گیا ہے اسی دن کا سمجھنا چاہئے اسی طرح رمضان کے ... استقبال میں چاند دیکھنے سے پہلے ایک یا دو روزے رکھنا ناجائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے ہاں اگر کسی اور دنوں میں نفل روزہ رکھنے کی عادت تھی اتفاقاً نہ رکھ سکا یا کسی شخص کی ہر آخر ماہ میں نفلی روزہ رکھنے کی عادت ہے تو ایسی صورت میں اجازت ہے کہ وہ آخری ایام میں روزے رکھ لے۔

روزہ کی نیت کا حکم

ہر عبادت کی صحت کے لئے نیت شرعی شرط ہے پس روزہ کی صحت بھی نیت شرعی کے ساتھ مشروط ہے خواہ روزہ نفلی ہو یا فرضی رمضان کا ہو یا نذر کا ادا ہو یا قضاء اور نفل روزہ کے علاوہ ہر قسم کے لئے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے نیت کر لینی ضروری ہے بخلاف نفلی روزہ کے کہ اگر آفتاب ڈھلنے سے پہلے بھی نیت کر لی تو روزہ صحیح ہو جائے گا والیہ ذہب الشافعی واحمد واسحٰق وھو الراجح عند شیخنا کما صرح بہ فی شرح الترمذی من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام لہ۔ (ترمذی وغیرہ) جس نے صبح صادق ہونے سے پہلے روزہ کی نیت نہیں کی اس کا روزہ نہیں ہوگا اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے صحیح اور راجح اس حدیث کا مرفوع ہونا ہے کما حققہ الشوکانی فی النیل وابن حزم فی المحلی۔ یہ حدیث فرض اور نفل ہر قسم کے روزوں کو شامل ہے مگر نفلی روزہ اس حدیث کے سے مستثنیٰ ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی فرماتی ہیں۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتینی ویقول اعندک غذاء فاقول لا فیقول انی صائم وفی روایۃ انی اذا صائم۔ یعنی حضرت میرے پاس آتے اور پوچھتے کیا صبح کا کھانا ہے میں عرض کرتی نہیں آپ فرماتے میں روزہ رکھوں گا

واما ماروی عن سلمۃ بن الاکوع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر رجلا من اسلم ان اذن فی الناس اذ فرض صوم عاشوراء الاکل من اکل فلیمسک ولم ولم یاکل فلیصم اخرجہ البخاری وغیرہ فاجیب عنہ بانہ انما صحت النیۃ الخ۔ ہر روزہ کے لئے نیت ضروری ہے پہلی رات کی نیت تمام روزوں کے لئے کافی نہیں ہوگی اور نیت زبان سے لفظوں میں کہنا بدعت دل میں کر لینا کافی ہے۔

سحری کھانے کی فضیلت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تسحروا فان فی السحور برکۃ (صحیح) سحری کھایا کرو۔ سحری کھانے کی برکت ہے دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا فصل ما بین صیامنا وصیام اھل الکتاب اکلۃ السحر۔ مسلم۔ ہمارے روزہ اور اہل کتاب (عیسائی یہودی) کے روزہ کے درمیان فرق کرنی والی چیز سحری کھانا ہے وہ بغیر سحری کھائے ہوئے روزہ رکھتے ہیں۔ سحری کی فضیلت میں اور حدیثیں بھی آئی ہیں ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری کھانا خیر و برکت ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ سحری کھانے والے کی بہ نسبت سحری نہ کھانے والے بھوک اور پیاس کی تکلیف کم محسوس ہوتی ہے وہ زیادہ کمزور اور پریشان نہیں ہوتا ذکر الٰہی تلاوت قرآن اور نماز وغیرہ میں چست رہتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے روزہ اور یہودیوں اور عیسائیوں کے روزہ کے درمیان مابہ الامتیاز چیز سحری ہے اس لئے سحری نہیں چھوڑنی چاہئے کچھ نہیں تو ایک کھجور اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو ایک گھونٹ ہی پانی سحری کے وقت پی لینا چاہئے

تاخیر سحری

آج کل عام طور پر لوگ اس ڈر سے کہ آخر شب میں بیدار نہ ہو سکیں گے اور اس صورت میں سارے گھر والے بغیر سحری روزہ رکھیں گے ایک یا دو بجے شب میں ہی سحری کھا لیا کرتے ہیں یا نصف رات کو سحری کا وقت جاگر ایسا کر لیا کرتے ہیں اور جب مختلف قسم کی غذاؤں سے اچھی طرح شکم سیر ہو جاتے ہیں اور پان وغیرہ سے فارغ ہو کر سوتے ہیں تو کھانے کے نشے میں خوب گہری اور زبردست نیند آنے کے باعث فجر کی نماز اول وقت غلس میں تو ادا کرنا در کنار آخر وقت میں بھی نہیں پڑھ سکتے کیونکہ آفتاب طلوع ہونے کے قریب بیدار ہوتے ہیں بلکہ اگر جھنجھوڑ کر جگایا نہ جائے تو آٹھ نو بجے تک سوتے رہیں گے ظاہر ہے کہ ایسا کرنے کی صورت میں دو قسم نقصان اور خسارہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں فجر کی نماز یا تو قضاء ہو جاتی ہے یا مکروہ وقت میں ادا کرتے ہیں اور سحری کا مسنون طریقہ اور وقت چھوڑ دیتے ہیں سحری کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ صبح صادق ہونے سے پہلے صبح کاذب میں یا صبح کاذب سے کچھ پہلے کھانا چاہئے حضرت زید بن ثابت رضی فرماتے ہیں تسحرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قمنا الی الصلوۃ قال کم کان قدر ذالک قال قدر خمسین آیۃ یعنی آپ کی سحری اور فجر کی نماز کے درمیان فاصلہ پچاس آیت کے پڑھنے کے برابر ہوتا تھا۔

کس قدر افسوس ہے کہ جو لوگ اس سنت پر عمل کرتے ہیں یعنی سحری دیر کر کے کھاتے ہیں ان سے مذاق کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ سحری دن میں کھاتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ہاں سحری آخر شب میں کھانے والوں کو خیال رکھنا چاہئے کہ چائے اور پان تمباکو میں مشغول رہ کر اس طرح بے خبر نہ ہو جائیں کہ صبح صادق طلوع ہو گئی ہو اور وہ ابتک اسی شغل میں منہمک ہوں

وقت ہوتے ہی افطار

جب سورج ڈوب جائے اور مشرق سے سیاہی نمودار ہو جائے، روزہ فوراً کر دینا چاہئے اور بلا وجہ شک میں پڑ کر دیر نہیں کرنی چاہئے روزہ افطار کرنے کا یہی وقت ہے۔ اذا اقبل اللیل من ھھنا وادبر النھار من ھھنا وغابت الشمس فقد افطر الصائم (بخاری ومسلم) جب رات سامنے آئے (مشرق سے سیاہی نمودار ہو جائے) اور دن پیٹھ پھیر لے اور آفتاب غروب ہو جائے تو روزہ افطار کرنے کا وقت آگیا اب بلا تاخیر روزہ کو افطار کر دینا چاہئے۔ لوگ جب تک افطار میں جلدی کریں گے بھلائی میں رہیں گے (بخاری ومسلم)

حدیث قدسی میں ہے احب عبادی الی اعجلھم فطرا۔ سب بندوں سے پیارا مجھکو وہ بندہ ہے جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتا ہے یعنی آفتاب غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر ڈالتا ہے اور دیر نہیں کرتا جلدی کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آفتاب غروب ہونے سے پہلے یا اس کے غروب ہونے میں شک یا تردد ہونے کے باوجود روزہ افطار کر دیا جائے غرضیکہ افراط و تفریط سے بچنا چاہئے۔

روزہ افطار کرنے کی دعاء

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ (ابوداؤد) اے خدا تیرے ہی لئے میں نے روزہ رکھا اور تیرے ہی لئے افطار کیا۔ دوسری دعا۔ ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ (ابوداؤد) پیاس جاتی رہی رگیں تر ہو گئیں۔ اور ثواب لازم و ثابت ہو گیا اگر خدا نے چاہا۔

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہیئے

تازہ کھجوروں سے افطار کرنا افضل ہے اگر تر و تازہ نہ ملیں تو خشک کھجوروں سے افطار کیا جائے۔ عن انس کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفطر قبل ان یصلی علی رطبات فان لم تکن رطبات فتمیرات فان لم تکن تمیرات حسا حسوات من ماء (ترمذی ابوداؤد)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے

تازہ کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے اگر تازہ نہ ملتی تو خشک سے روزہ کھولا کرتے اور اگر خشک بھی نہ ملتی تو پانی سے چند گھونٹ پی کر افطار کرتے۔

سلمان بن عامر صحابی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی افطاری کے متعلق فرمایا اذا افطر احدکم فلیفطر علی تمر فانہ برکۃ فان لم یجد فلیفطر علی ماء فانہ طہور رواہ احمد وابوداؤد وترمذی وابن ماجہ،

جب کوئی روزہ افطار کرنا چاہے تو کھجور سے افطار کرے کہ وہ باعث نفع برکت ہے اور اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کہ وہ طاہر ومطہر ہے

روزہ افطار کرانے کا ثواب

کسی دوسرے روزہ دار کا روزہ کھلوانا بڑے ثواب کا کام ہے پس اپنے دوست واحباب خویش واقارب کے روزہ افطار کرانے کے ساتھ فقراء مساکین کو بیوہ عورتوں کے یہاں افطاری بھیجکر ثواب اخروی حاصل کرنے میں سبقت حاصل کریں آنحضور نے فرمایا من فطر صائما او جہز غازیا فلہ اجر مثلہ (بیہقی)

جس نے کسی کا روزہ افطار کرایا اس کو روزہ دار کے برابر ثواب ملیگا۔ ایک لمبی حدیث میں ہے۔ جس شخص نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو اس کے گناہ معاف ہوجائیں گے اور دوزخ سے آزاد ہوجائے گا۔ اور اس کو روزہ دار کے برابر اجر ملیگا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی واقع ہو۔ صحابہ نے عرض کیا ہم میں سے ہر شخص ایسا نہیں ہے جو روزہ افطار کرائے آپ نے فرمایا یہ اجر اللہ پاک ہر اس شخص کو دیگا جو کسی روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرادے۔ اور جس کسی نے کسی روزہ دار کو خوب پیٹ بھر کرا دیا اللہ پاک اس کو میرے حوض کوثر سے اتنا پلائے گا کہ وہ پیاسا نہیں ہوگا۔ یہانتک کہ بہشت میں داخل ہوگا اور بہشت کی نعمتوں سے بھی سرفراز ہوگا اور جہاں چاہے گا خورد ونوش کرے گا۔

وہ اُمور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۱) تر یا خشک مسواک دن کے کسی حصہ میں بھی کرنا (۲) سرمہ لگانا اور آنکھ میں دوا ڈالنی (۳) سر یا بدن میں تیل ملنا (۴) خوشبو لگانا (۵) سر پر کپڑا تر کرکے رکھنا (۶) فصد لینا پچھنا لگوانا بشرطیکہ کمزوری کا خوف نہ ہو (۷) انجکشن کرانا (۸) ضرورت کے وقت ہنڈیا کا نمک چکھ کر فوراً تھوک دینا اور کلی کرنا (۹) صبح صادق کے بعد جنابت کا غسل کرنا (۱۰) مرد کا بیوی سے صرف بوس وکنار ہونا بشرطیکہ اپنے کو قابو میں رکھ سکتا ہو اور جماع واقع ہونے کا خوف نہ ہو۔ (۱۱) دن میں احتلام ہوجانا (۱۲) خود بخود قے آجانا خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔

تالاب وغیرہ میں غسل کرنا بشرطیکہ غوطہ لگانے کی صورت میں ناک یا منہ کے ذریعہ حلق میں پانی نہ جائے (۱۴) ناک میں پانی ڈالنا بغیر مبالغہ کے (۱۳) ناک کی رینٹھ کا اندر ہی اندر حلق کے راستہ سے چلے جانا (۱۵) کلی کرنا بشرطیکہ مبالغہ نہ کرے (۱۶) مکھی کا حلق میں چلے جانا (۱۷) استنشاق بلا مبالغہ کی صورت میں بغیر قصد وارادہ پانی کا ناک سے حلق کے اندر اتر جانا (۱۸) مسوڑے کا خون تھوک کے ساتھ اندر چلا جانا (۱۹) کلی کرتے وقت بلا قصد پانی کا حلق میں اتر جانا (۲۰) بھول کر کھا پی لینا (۲۱) غبار یا دھوئیں کا اڑ کر اندر چلے جانا (۲۲) سر میں تیل لگانا (۲۳) کان میں ڈالنا پانی کا یا سلائی داخل کرنا۔

روزہ جن امور سے ٹوٹ جاتا ہے

(۱) جان بوجھ کر خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ (۲) دانستہ جماع کرنا (۳) قصداً قے کرنا تھوڑی ہو یا زیادہ (۴) حقہ بیڑی یا سگریٹ پینا (۵) پان کھانا (۶) مبالغہ کے ساتھ ناک میں پانی یا دوا چڑھانا یہانتک کہ حلق کے نیچے اتر جائے کھانا پینا یا جماع کرنا رات سمجھکر یا یہ خیال کرکے غروب ہوگیا ہے حالانکہ صبح ہوچکی تھی یا آفتاب غروب نہیں ہوا تھا (۷) حقنہ کرانا

شرعی رخصت

اگر مسافر بیمار۔ حاملہ۔ کو روزہ رکھنے کی وجہ سے تکلیف پہنچی ہو اور دودھ پلانے والی عورت کے دودھ خشک ہونے کا خوف ہو تو ان لوگوں کو لئے شریعت کی طرف سے اجازت ہے روزہ نہ رکھیں بلکہ مسافر کیلئے اس صورت میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے اور وہ بوڑھی عورت اور بوڑھا مرد جو روزہ رکھنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں یا روزہ رکھنے کی شکل میں انتہائی کمزوری ہوجانے کی وجہ سے اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو تو ان کے لئے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھیں اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کھانا کھلادیا کریں۔

تراویح یا تہجد یا قیام رمضان

تراویح تہجد قیام رمضان تینوں ایک چیز ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت ابوذر والی لمبی حدیث اس دعوی کی روشن دلیل ہے اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں ہم نے آنحضور کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے آپ نے آخر ہفتے کی تین راتوں میں ہمارے ساتھ (تراویح کی) نماز (قیام لیل) اسطرح پڑھائی پہلی رات میں اول شب میں ادا کی یہانتک کہ تہائی رات گذر گئی اور دوسری رات میں نصف شب تک پڑھائی ہم نے بقیہ نصف شب میں بھی پڑھنے کی درخواست کی آپ نے فرمایا جس نے امام کے ساتھ قیام کیا۔ تیسری شب آپ نے آخری رات میں گھر والوں کو جمع کیا اور سب کے ساتھ نماز (تراویح) پڑھی یہانتک کہ ہم کو ڈر ہوا کہ سحری کا وقت ختم نہ ہوجائے۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے تراویح کو رات کے تینوں حصوں میں ادا فرمایا ہے اور اس کا وقت عشاء کے بعد سے لیکر آخر رات تک اپنے عمل کے ذریعہ بتادیا اب تہجد کے لئے کونسا وقت باقی رہا۔ بس تراویح اور تہجد کے ایک ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا

تعداد رکعات تراویح

تراویح کے بارے میں سلف کے مختلف اقوال ہیں۔ چالیس، چھتیس، چونتیس، اٹھائیس، چوبیس، اٹھارہ، بیس اور آٹھ ان اقوال کو عینی وغیرہ نے بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ ان مختلف اقوال سے اس دعوی کی حقیقت واضح ہوگئی کہ بیس رکعت پر حضرت عمر کے زمانہ میں اجماع ہوگیا تھا۔ ان اقوال مختلفہ میں پچھلا قول یعنی آٹھ کا اور وتر کو شامل کرکے گیارہ رکعت صحیح ہے اور سنت کے مطابق۔ اور اس کے علاوہ کوئی قول سنت کے موافق نہیں ہے۔

دلائل گیارہ رکعت تراویح

(۱) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں تراویح (تہجد) گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (بخاری)

(۲) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رمضان کے مہینہ میں ہم کو آٹھ رکعت تراویح پڑھائی پھر وتر پڑھایا۔ (طبرانی۔ محمد بن نصر۔ ابن خزیمہ۔ ابن حبان)

(۳) ابی بن کعب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھ سے رات ایک کام سرزد ہوگیا فرمایا کیا ہوا عرض کیا میرے گھر چند عورتوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھتیں تمہارے ساتھ نماز پڑھیں گی اور قرآن سنیں گی پس میں نے ان کو آٹھ رکعت تراویح پڑھائی اور وتر ادا کیا آپ خاموش رہے اور یہ سنت رضا ہوگئی۔

(۴) حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو گیارہ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم فرمایا۔

بیس رکعت والی کوئی روایت اور اثر صحیح طور سے ثابت نہیں ہے۔ علامہ ابن الہمام حنفی اور مولانا عبدالحی حنفی مولانا عبدالحق صاحب دہلوی اور دیگر علماء حنفیہ نے بھی بیس رکعت والی مرفوع روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور

آخر کو سنت اور اصل قرار دیا ہے

لیلۃ القدر

شب قدر وہ مبارک رات ہے جس میں خدا کا کلام نازل ہونا شروع ہوا عزت و حرمت کی رات ہے جس میں برکات ربانی رحمتہائے آسمانی کی جم پر سب سے پہلے بارش ہوئی انا انزلناہ فی لیلۃ القدر و ما ادراک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شھر تنزل الملئکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر۔ ہم نے شب قدر میں قرآن کو اتارا ہے تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے وہ ہزار مہینے سے بہتر ہے اس میں فرشتے اور روح الامین جبرئیل اپنے رب کے حکم سے امن و سلامتی لیکر اترتے ہیں جو طلوع فجر تک قائم رہتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ نے آپ سے عرض کیا اگر میں شب قدر پاؤں تو کیا پڑھوں آپ نے ان کو یہ دعا سکھائی اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ اے اللہ تو بڑا معاف کرنے والا ہے درگذر کرنے والا ہے درگذر کو پسند کرتا ہے۔ پس میرے گناہوں سے درگذر فرما۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ) شب قدر رمضان کے آخر عشرہ میں پانچ طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں ہوتی ہے۔ پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ طاق راتوں میں شب قدر کی جستجو کرے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار رات کی عبادت سے بڑھکر ہے۔

اعتکاف

عبادت الٰہی کی نیت سے مسجد میں اپنے کو مقید کرنا اعتکاف کرنا ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ ہمیشہ رمضان کے آخر دہے میں اعتکاف کیا کرتے تھے تا آنکہ اللہ نے آپ کو وفات دیدی۔ آپ کے بعد آپ کی ازواج اعتکاف کرتی رہیں (بخاری) اعتکاف ایک دن یا ایک رات یا اس سے زیادہ جتنے دن چاہے کر سکتا ہے مگر رمضان کے پورے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔ پس جو شخص پورے عشرہ کا اعتکاف کرنا چاہتا ہو۔ بیسویں رمضان کو دن کے آخر حصہ میں آفتاب غروب ہونے سے کچھ پہلے مسجد میں پہنچ جائے اور اکیسویں تاریخ کی رات مسجد میں گذارے اور مسجد کے جس گوشہ میں اعتکاف کی اس کے لیے متعین کی گئی ہے صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اس جائے معینہ کو اعتکاف کے لیے اختیار کرے۔

اعتکاف مرد و عورت نابالغ بھی کر سکتے ہیں مگر عورت کو اپنے شوہر کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے

صدقۂ فطر

روزہ دار مجسم نیکی ہوتا ہے اس کا جسم انسانی ہوتا ہے مگر روح فرشتوں کی زندگی گذارتی ہے۔ پھر بھی وہ معصوم نہیں ہے اس سے لغزش ہو سکتی ہے۔ اسی لئے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے روزوں کے ان نقصانات پاک صاف اور مقبول ہونے کے لئے ایک نہایت سہل صورت بتائی ہے جس کو اصطلاح شرع میں صدقۃ الفطر کہتے ہیں اور جو دیگر فرائض کی طرح ایک اہم فریضہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے روزے زمین اور آسمان کے درمیان معلق رہتے ہیں۔ اور جب تک صدقۃ الفطر ادا نہ کیا جائے مقبول نہیں ہوتے۔

صدقۂ فطر کس پر فرض ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو غلام۔ آزاد۔ مرد۔ عورت نابالغ بالغ امیر غریب سب پر فرض ہے۔ مگر بیوی بچوں غلاموں کا حصہ مالک اور صاحب خانہ کو دینا ہوگا

صدقۂ فطر کب ادا کرنا چاہیے

صدقہ فطر عید کی صبح کو عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا چاہیے اگر عید کی نماز کے بعد ادا کیا گیا تو صدقہ فطر ادا نہ ہوگا اور صدقہ فطر کا ثواب بھی نہ ملے گا بلکہ عام صدقہ اور خیرات کے حکم میں ہو جائے گا۔

آنحضور نے صدقہ فطر عیدگاہ میں جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا۔ اگر قوم کی طرف سے کوئی مختار مقرر ہو تو عید کے ایک دو دن پہلے بھیجدیا کرے وہ جمع ہو کر بآسانی مستحقین کو ادا کر دیا جائے عبداللہ بن عمر (بخاری) جمع شدہ صدقہ فطر عید کے دن مساکین و فقراء کو تقسیم کردے تاکہ وہ اس سوال سے بے نیاز ہو جائیں اور شرعی مصلحت پوری ہو جائے۔

صدقۂ فطر کس چیزوں سے دیں

صدقہ فطر اس غلہ سے دینا چاہیے جو عام طور پر وہاں کے لوگوں کی خوراک ہو اور صاع حجازی یعنی صاع نبوی سے دیں (یعنی موجودہ تول سے ۲ کلو ۵۰۰ گرام) دینا چاہیے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر طعمۃ للمساکین و مساکین کی خوراک فرمایا ہے اور ارشاد ہے ان کو آج کے دن سوال سے بے نیاز کردو اور فرمایا الدین النصیحہ ان ہر دو نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ فقراء و مساکین کو غلہ کی بجائے اس کی نقد قیمت دینی جائز ہے کہ اس سے ان کی بہت سی ضرورتیں آسانی سے پوری ہو سکتی ہیں

عید الفطر

عید الفطر کی رات شرف اور بزرگی کی رات ہے اس بارے میں کئی صحابہ سے روایتیں آئی ہیں جن کو حافظ عبد العظیم منذری نے اپنی ترغیب کی جگہ بیان کیا ہے عید الفطر کے دن روزہ رکھنا حرام ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے عید کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی تو وہ منعقد نہ ہوگی۔

عید کے دن یہ امور مسنون ہیں

(۱) غسل کرنا (موطا امام مالک) (۲) عمدہ کپڑے پہننا (فتح الباری) (۳) بہترین خوشبو استعمال کرنا (سبل السلام) (۴) بلند آواز سے عیدگاہ جاتے وقت تکبیر پکارنا (بیہقی) تکبیر کے الفاظ یہ ہیں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ (۵) عیدگاہ میں پیدل جانا (۶) ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا (۷) طاق کھجوریں یا چھوہارے کھا کر عیدگاہ جانا اگر یہ نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھائیں

عورتوں کا عیدگاہ میں جانا

عورتوں کا عیدگاہ میں عید کی نماز کے لئے جانا سنت ہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ جوان ہو یا ادھیڑ یا بوڑھی حضرت ام عطیہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں دوشیزہ جوان کنواری حیض والی عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم دیتے تھے حیض والی عورتیں جائے نماز الگ رہتیں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک رہتیں ایک عورت نے عرض کیا اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو آپ نے فرمایا اس کی مسلمان بہن اپنی چادر میں لیجائے

عید کی نماز

عید کی سنت مؤکدہ ہے آپ نے کبھی اس نماز کو ترک نہیں فرمایا۔ جب آفتاب طلوع ہو کر روشنی پھیل جائے تو عید کی نماز کا اول وقت ہے۔ نماز عید کے لئے نہ اذان نہ اقامت نماز سے پہلے عیدگاہ میں سنت یا نفل پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے اسی طرح نماز سے پہلے خطبہ یا وعظ کا ثبوت نہیں ہے بلکہ وعظ کہنا یا منبر عیدگاہ میں لیجانا بدعت ہے

عید کی نماز کا طریقہ

دل میں نیت کر کے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہے پھر ہاتھوں کو سینے پر باندھ لے پھر سات مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر سبحانک اللھم یا اللھم باعد بینی پوری پڑھے پھر سورہ فاتحہ پڑھے اور امام اس کے بعد سورۂ اعلیٰ یا سورہ قاف پڑھے پھر اللہ اکبر پکار کر رکوع میں جائے اور حسب دستور رکوع اور سجدہ سے فارغ ہو کر تکبیر پکارتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے پھر پانچ مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر سورہ فاتحہ پڑھے اور امام اس کے بعد سورہ غاشیہ یا سورۂ قمر پڑھے اور حسب دستور رکوع سجدہ کے بعد سلام پھیرے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمثیلی مکالمہ

آدم حسن (عبدالعزیز خاں سے) السلام علیکم

عزیز۔ بھائی وعلیکم السلام۔ مزاج شریف

آدم حسن۔ الحمدللہ۔ آپ کا مزاج مبارک

عزیز۔ بھائی اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے اچھا ہوں۔

آدم حسن۔ فرمایئے کیا خبریں ہیں؟

عزیز۔ کوئی نئی بات نہیں ہے البتہ سر پر رمضان شریف آپہنچے ہیں اور گرمی کی وہ شدت ہے کہ الاماں والحفیظ خدا جانے ایسی گرمی میں رمضان کس طرح گذرے گا کہ میرا ارادہ تو ایسی گرمی میں ہر گز روزہ رکھنے کا نہیں ہے کون ایسی میں بھوکا مرے جس نے پاس کھانے کو نہ ہو فاقہ کی مصیبت۔ وہ جھیلے جو محتاج ہو ہمیں تو رازق نے بہت کچھ دے رکھا ہے پھر کیا ہماری شامت آئی ہے کہ خواہ مخواہ بھوک کی تکلیف اٹھائیں فاقہ کشی سے جاں بلب ہو جائیں اور پیاس سے عزیز جان کو ہلاکت میں ڈالدیں۔ خدا تعالیٰ کو ہمارے بھوکے رہنے سے کیا فائدہ؟

آدم حسین۔ بھائی سنو۔ تم کو تو کم علمی کی وجہ سے معلوم نہیں کہ روزہ رکھنے میں کیسے کیسے فائدے ہیں اور اسی وجہ سے اسلام نے ہر مسلمان بالغ مرد و عورت صحیح و تندرست مقیم پر روزہ رکھنا فرض قرار دیا ہے۔

عزیز۔ بھائی یہ تو تم نے ایک ہی کہی روزہ رکھنے میں فائدے ہیں! واہ! فائدے تو خوب ہیں یہی نا کہ دن بھر بھوکے مریں پیاس کے ہاتھوں گھٹ گھٹ کر جان دیں پان کو ترسیں سگریٹ پی نہ سکیں ہر بات کو ترسیں

آدم حسین۔ بھائی کھڑے کب تک رہو گے گرمی کا برا ہو۔ تم پسینہ میں نہائے جا رہے ہو آؤ کپڑے اتار دو۔ دو گھڑی دم لیلو پان کھا لو۔ شربت نوش فرما لو فالودہ برفی کھا لو۔ پھر اگر دل چاہے تو پیٹ بھر روزے کے فائدے ہم سے سن لینا۔ دیکھو یار کہیں تم تو ڈر گئے ہو گے کہ رمضان کے آنے سے پہلے ہم کو مارنا چاہتا ہے۔

عزیز۔ نہیں بھائی مجھکو جانا ہے تم کو روزے کے فائدے جو معلوم ہو جلدی کہہ سناؤ ورنہ بندہ تو آپ چلیدن کا مصدر گردانتا ہے۔

آدم حسن۔ اچھا اگر تمہاری ایسی مرضی ہے تو خیر مردانہ کا دروازہ کھولدو۔

عزیز۔ اچھا اگر تمہاری ایسی مرضی ہے تو مردانہ کا دروازہ کھولدو۔ مگر مہربانی فرما کر ہم کو پانچ منٹ سے زیادہ نہ بٹھانا۔

آدم حسن۔ پیارے بھائی اندر چلے آؤ کل سے اماں اور آپا جان خالہ اماں کے یہاں مہمان گئی ہیں

عزیز۔ اچھا بھائی دو گھونٹ پانی تو پلوا دو پیاس کے مارے زبان پر کانٹے آرہے ہیں

آدم حسن۔ (ملازم سے) فاروق سامنے کے طاق میں جو سبز فالسہ کے شربت کا رکھا ہوا ہے اس میں سے کانچ کے بڑے گلاس میں شربت اور شربت میں برف ڈالکر جلدی لے آؤ۔

ملازم۔ بہت اچھا حضور ابھی لایا

آدم حسن۔ (عزیز کی کرسی کے پاس اپنی کرسی کرلی) اور کہنے لگا بھائی آپ پر پنکھا کئے دیتا ہوں یہ کہہ کر آدم حسن عزیز پر پنکھا کرنے لگا۔ ایک منٹ بھی نہ گذرا ہوگا کہ ملازم شربت لے آیا اور آدم حسن نے عزیز کی طرف اشارہ کیا۔ ملازم نے شربت عزیز کو دیا۔ چونکہ عزیز غضب کا پیاسا تھا ٹھنڈا ٹھنڈا اور میٹھا شربت غٹ غٹ چڑھا گیا پھر پان کی گلوری پیش کی گئی جس کو اس نے سلام کرکے منہ میں رکھ لیا اور آدم حسن سے کہا۔

عزیز۔ اچھا جناب اب خاطر تواضع تو کافی ہو گئی مہربانی کرکے روزے کے فائدے ایک ایک کرکے ہمیں بتاؤ

آدم حسن۔ اچھا بھائی تو سنو!

(۱) انسان میں دو قوتیں ہیں ایک تو قوت بہیمی دوسری قوت ملکی پہلی قوت کھانے پینے سے بڑھتی ہے جس سے حسد بغض کینہ زنا۔ قتل جھوٹ وغیرہ جرائم سرزد ہوتے ہیں اور اگر کھانا پینا کم کیا جاوے تو قوت ملکی قوت بہیمی پر غالب آجاتی ہے جس سے علم، سخاوت، عدل، انصاف صبر وایثار وغیرہ عمدہ خصائل پیدا ہوتے ہیں

(۲) دنیا میں ہر چیز کی قدر اس کی ضد سے ہوا کرتی ہے۔ اگر احتیاج نہ ہو تو غنا کی کون قدر کرے۔ اور اگر کفر نہ ہو تو اسلام کو سر پر کون بٹھائے۔ اگر تاریکی نہ ہو تو نور کسی کے آنکھوں کا نور نہ ہو اسی طرح اگر بھوک نہ ہو تو سیری کا مزہ کون چکھے۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے روزہ دار کو بھوکا رکھنے کا حکم صادر فرمایا ہے کہ بھوک سے صبر کا اجر لے۔ اور بھوک کے بعد غذا کی سیری سے شکر بجالایا جا سکے غرض کہ روزہ میں صبر اور شکر دونوں کا امتحان ہے جسکو روزہ دار آسانی کے ساتھ پاس کرتا ہے

(۳) انسان کبھی ہمدردی اسی وقت کرنے پر مجبور ہوتا ہے جبکہ وہ کیفیت فقر و فاقہ کی جو اس کے ہم جنسوں کو پہنچ رہی ہے اس کیفیت کا اثر و احساس اپنے نفس میں کرے جب خود کو بھوک لگے تب ہی تو بھوکوں کی خبر لیگا۔ اسی باعث سے تو اللہ تعالیٰ نے روزہ کرکے فرض ہم پر ہمدردی کی اور یہ تعلیم دی ہے کہ جس طرح تم بھوکے رہ کر بھوک کا احساس کرتے ہو اسی طرح تمہارے غریب بھائیوں کو بھوک کی تکلیف کیا نہیں ہوتی ہے؟ پھر افسوس تم تو خوب شکم سیر رہو اور تمہارے مسلمان بھائی بھوک سے جان توڑیں اور تم ان کی خبر نہ لو۔

(۴) جس طرح انسان کے ظاہری دشمن اس پر حملہ کرتے ہیں اسی طرح اس کے باطنی دشمن بھی اس پر حملہ کی دھمکیاں دیتے ہیں اور اگر اپنے باطنی دشمنوں کو زیر کرنیکی فکر نہ کرے وہ موقع پاکر اس کو ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ تم دریافت کروگے انسان کے باطنی دشمن کون ہیں؟ تو باطنی دشمن نفس اور شیطان ہیں۔ اسی واسطے پروردگار عالم نے اپنے بندوں پر فرض کیا کہ اس کے حق میں سپر ہے۔ جو نفوس شیطانی اور رذائل و وساوس سے اس کو روکتا ہے اسی بنا پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ۔ یعنی روزہ ڈھال ہے جس طرح ڈھال تیر اور تلوار کے حملہ کو روکتی ہے اس طرح روزہ نفس اور شیطان کے حملوں سے روک لیتا ہے

(۵) دنیا میں کوئی کام بغیر استقلال کے نہیں ہوتا اور کمال استقلال کا صبر ہے صبر ہے جو روزہ سے بدرجۂ اتم حاصل ہوتا ہے اسی وجہ سے تو رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ روزہ آدھا صبر ہے

(۶) روزہ اعمال صالحہ کا موجب اور برے اعمال کا مانع ہے

(۷) روزہ سے انسان کی صحت اچھی

D (D) 712

FORTNIGHTLY TARJUMAN

317, PRESS STREET, SADAR BAZAR, DELHI-110006

کتبِ دینیہ

تفسیر ابن کثیر جلد اول و دوم ۱۲/-	قاعدہ چمن اسلام اول ۱/۲۰	معلومات عامہ اول ۱/۵۰	اسلامی نظام حکومت کے ضروری اجزاء ۲/-
انکار حدیث حق یا باطل ۵/-	" دوم ۲/-	" دوم ۲/-	چالیس حدیث انگریزی و اردو
شہدائے احد ۵/۵۰	" سوم ۳/-	" سوم ۲/۵۰	اقبال اور سوشلزم ۶/-
رہبر کامل ۵/-	" چہارم ۳/۲۵	جماعت اسلامی کے دین کا خاکہ ۳/-	قانون الٰہی یا انسانی ۲/۵
جبین نیاز محمدی نماز ۳/-	" پنجم ۵/-	عاشورۂ محرم ۱/-	کلمہ طیبہ ۱/۲۵
حب رسول کے مظاہرے ۱/-	اسلامی کہانیاں اول ۱/۵۰	مسلمان اور قبر پرستی ۱/-	مسنون دعائیں ۱/۲۵
دستور المتقی مجلد ۱۲/-	" دوم ۲/-	التوحید ۳/۵۰	تاریخ اہلحدیث ۴۰/-
مروجہ ایصال ثواب ۳/-	سوم ۲/۵۰	پانچ مقالے ۵/-	تاریخ ادب عربی ۱۰/-
ایمان ۳/-	آسان حساب اول ۱/۵۰	شرک کیا ہے ۳/-	حقیقۃ الفقہ ۲۱/
شمائل پاکٹ بک ۱/۵۰	" دوم ۲/-	درجات الیقین ۱/۵۰	اسلام میں والدین کا مقام ۲/
اسلام اور اہلحدیث ۱/-	" سوم ۲/-	توحید کیا ہے؟ ۲/۵۰	دین کیا ہے ۳/-
گل گشت	کردار کا جادو ۲/۵۰	مہر نبوت ۲/۵۰	تجدید دین

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند

۳۱۷ - پریس اسٹریٹ، صدر بازار، دہلی - ۱۱۰۰۰۶

پرنٹر پبلشر ایچ ایم یحییٰ نے دفتر ترجمان ۳۱۷ پریس اسٹریٹ صدر بازار دہلی سے شائع کیا